© rasailojaraid.com

فقہ اسلامی کا تدریجی ارتقاء

از
(جناب مولانا محمد تقی صاحب امینی، صدر دارالعلوم معینیہ درگاہ شریف اجمیر)

بتدریج ترقی کے لحاظ سے فقہ اسلامی چار دور میں تقسیم ہے۔

(۱) فقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں سنہ ۱۱ھ تک۔

(۲) فقہ عہدِ صحابہ میں سنہ ۴۱ھ تک۔

(۳) فقہ صغار صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں دوسری صدی ہجری کی ابتداء تک۔

(۴) فقہ دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے چوتھی صدی ہجری کے تقریباً نصف تک۔

ہر دور کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا دور

پہلا دور زندگی کے جواہر نشو ونما دینے کا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فقہ سے متعلق جملہ امور آپ کی ذات مبارک سے وابستہ تھے۔ قانون سازی، فتاویٰ فیصلے وغیرہ کے فرائض خود بنفس نفیس انجام دیا کرتے تھے۔ فقہ کی نہ باقاعدہ ترتیب و تدوین ہوئی تھی اور ضروریاتِ زندگی محدود ہونے کی بناء پر نہ ہی اس کی ضرورت واقع ہوئی تھی۔

یہ دور زندگی کے "جواہر" کو نشو ونما دینے اور اسلامی کاز کو آگے بڑھانے کا تھا اس بناء پر لوگوں کی ساری توجہ جہاد اور عمل پر مرکوز تھی، نظری مسائل کی طرف انھیں سوچنے کی فرصت ہی نہ ملتی تھی اور نہ ہی ضروریاتِ زندگی میں اضافہ کے مواقع وہ فراہم کرسکتے تھے۔ ایک صالح اور سادہ اجتماعی زندگی کے جو مسائل و مصالح ہو سکتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بس وہ تھے اور انھیں کے مثبت و منفی دونوں پہلوؤں کی وضاحت پر رسول اللہؐ کی تعلیمات محدود تھیں۔

لیکن یہ تعلیمات عموماً اصولی اور دستوری رنگ میں تھیں جنہیں بنیاد بنا کر قانون کی عمارت تیار کی جاتی ہے۔ بہت سی جزئیات کی تشریحات بھی تھیں جو بڑی حد تک عموماً حالت و زمانہ کے تقاضا پر مبنی تھیں کبھی تو رسول اللہؐ نے نیا قانون مقرر کر کے نافذ فرمایا تھا اور اکثر جو قوانین موجود اور مروج تھے انھیں میں معمولی ترمیم و اصلاح کے بعد قبول فرما لیا تھا۔

اس دور میں فقہ کے صرف دو ماخذ تھے

اس دور میں فقہ کے صرف دو ماخذ تھے (۱) قرآن حکیم اور (۲) تشریحاتِ نبوی، قرآن حکیم میں اصول و دستور کے علاوہ وہ مصالح اور مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں جو سوسائٹی نے پیدا کر دئے تھے یا ایک صالح سوسائٹی کے لئے درکار ہیں۔ صورت یہ تھی کہ جیسی جیسی ضرورت پیش آتی رہتی ویسے ویسے ہی احکام آتے رہتے اور خطرات کے انسداد کے لئے بھی احکام دئے جاتے رہے تاکہ خطرہ آنے سے پہلے ہی اس کے انسداد کی تدبیر نکالی جا سکے۔ سوالات کا سلسلہ بہت کم تھا اور نہ عموماً اس کی ضرورت پڑتی تھی۔

تشریحاتِ نبوی میں بھی یہی رنگ غالب تھا ضرورت کے موقع پر یا غلط فہمی میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے رسول اللہؐ قرآن حکیم میں بیان کئے حکم کی تشریح فرما دیتے تھے اور موقع و محل کی تعیین کر دیتے تھے البتہ رسول اللہؐ کا فعل اتنا جامع اور الٰہی پالیسی کے ہم آہنگ تھا کہ وہ تمام ضرورتوں کو پورا کرتا رہتا تھا۔ اس بنا پر بھی قولی تشریح کی زیادہ ضرورت پیش آتی تھی۔

رسول اللہؐ اور صحابہ کے کام کی تفصیل

اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل کام تھے (۱) تعلیم کتاب (۲) تشریح کتاب جس میں مختلف انداز سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حکمت کی تعلیم شامل تھی اور (۳) تزکیۂ نفس، اس کا کوئی بندھا تُلا طریقہ مقرر نہ تھا بلکہ نفسیات اور مزاج کی مناسبت سے احکام اور ہدایات پر عملدرآمد کرانے ہی سے کامیابی حاصل ہو جاتی تھی رسول اللہؐ کی صحبت اور اسلامی معاشرتی زندگی کے تقاضے ومطالبے ہی اس قدر موثر تھے کہ ان پر ٹھیک ٹھیک عمل پیرا ہونے سے زندگی کا سانچہ یکسر بدل جاتا تھا۔ (۴) مجموعی حیثیت سے ایک ایسی جماعت کی تیاری جو نبوت کے بعد نبوت کے فرائض نبوت ہی کے نقشہ کے مطابق انجام دے۔ (۵) جماعت کی عملی زندگی کی ایسی تربیت جو ہر موڑ اور ہر موقف سے گذر کر اسلامی کاز کو برابر آگے بڑھاتی رہے۔

صحابۂ کرام رسول اللہؐ سے قرآن حکیم (کتاب) کی تعلیم حاصل کرتے تھے جس میں یاد کرنا، سمجھنا اور عمل کرنا سب شامل ہے۔ رسول اللہؐ کی قولی و فعلی تشریحات سے استفادہ کر کے اپنی زندگی میں ان کو جذب کرتے تھے، اس کے علاوہ جو خصوصی ہدایتیں تزکیہ و اصلاح وغیرہ سے متعلق ہوتی تھیں ان سب کو وہ حرزِ جان بناتے تھے اور جانی و مالی ہر بڑی سے بڑی قربانی کے ذریعہ نبوی مشن اور اسلامی کاز کو آگے بڑھاتے تھے۔

رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اسی وقت تشریف لے گئے جب کہ آپ نے ہر طرح سے اطمینان حاصل کر لیا کہ اسلام کی بنیادیں ہر حیثیت سے مکمل ہو گئی ہیں، ایک طرف قانون کو منضبط و مدون کرنے کا پورا خاکہ آپ نے تیار فرما دیا اور دوسری طرف اس کو نافذ کرنے کے بعد کے لئے عملی راہیں پیدا فرما دیں نیز نمونہ کے طور پر ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل فرمائی جو قانون کے اتار چڑھاؤ اور نوک پلک سے بخوبی واقف تھا۔

دوسرا دور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرے دور میں سیاسی اجتماعی | فتوحات کی کثرت اور مختلف تمدنی زندگی سے سابقہ کی
بہت سے مسائل ابھر آئے تھے | وجہ سے اس دور میں نئے نئے سیاسی و اجتماعی مسائل
ابھر آئے، حالات و زمانہ کے تقاضا کی نئی نئی کروٹوں نے اجتماعی مسائل حل کرنے
کے لئے نئے نئے زاویہ نگاہ پیدا کر دئے۔ لازمی طور سے پہلے دور کا جو مجموعہ موجود
اور سینوں میں محفوظ تھا اس کو اس حد تک وسیع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی
کہ موجودہ ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے کسی اور روشنی سے استفادہ کی ضرورت
نہ باقی رہے۔

اجماع اور رائے کا اضافہ | چنانچہ اس دور میں مذکورہ ضرورت کے پیش نظر مسائل حل
کرنے کے لئے دو چیزوں کا اضافہ ہوا (۱) اجماع اور (۲) رائے کا استعمال۔ ان
دونوں سے کام لینے کی ترغیب قرآن و سنت میں موجود تھی۔ چونکہ رسول اللہؐ
کے بعد موجودہ دور کے حضرات ہی دین الٰہی کے اصل محافظ اور امین تھے اور رہتی
دنیا تک ان کے عمل سے استفادہ نبوت کی پالیسی میں داخل تھا اس بناء پر ان
حضرات نے اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے فقہ کو وسیع کرنے کی راہیں کھولیں
اور بعد والوں کے لئے بہت کچھ سرمایہ جمع کر دیا۔

اس دور میں اجماع کو منظم تشکل دی گئی اور صاحب صلاحیت لوگوں پر
مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی اور حتی الامکان ایسے لوگوں کو باہر جانے
سے روک دیا گیا، قرآن و سنت میں نہ موجود ہونے کی صورت میں جو بات باہمی
رائے اور مشورہ سے طے پاتی وہ قانون کا درجہ حاصل کرتی تھی۔

رائے کے استعمال کے لئے فقہی قواعد و اصول بعد میں منضبط
ہوئے ہیں اس دور میں رائے کا استعمال مقاصد شریعت اور اصول
دین کے ماتحت ہوتا تھا اور جو رائے آزادانہ استعمال کی جاتی یا اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی وجہ سے کسی اصول کلیہ پر زد پڑتی تو اس پر سخت نکیر کی جاتی تھی۔

اس دور میں بھی فقہ واقعی اور عملی رہا نظری نہ بن سکا

مذکورہ دونوں ماخذ کے باوجود اس دور میں بھی فقہ عملی اور واقعی رہا جو ضرورت پیش آتی یا جو مسئلہ حل طلب ہوتا بس اسی کو طے فرما لیتے نظری مسائل اور بعد میں پیش آنے والے واقعات و مسائل کی طرف توجہ کرنے کی انھیں فرصت ہی نہ تھی گونا گوں مصلحتوں کے لحاظ سے اسلامی ضرورتیں اس قدر وسیع ہو گئی تھیں کہ ان پر قابو پالینا ہی اہم کارنامہ تھا۔

اس دور کے بعض مسائل میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا جس کے اسباب درج ذیل تھے

صحابہ کے درمیان اختلاف کے اسباب

(۱) قرآن حکیم کے سمجھنے میں اختلاف جس کی بناء پر فتوی میں اختلاف ناگزیر تھا یہ چند صورتوں پر مبنی تھا۔

(الف) قرآن حکیم میں ایسے لفظ کا آنا جو کلام عرب میں دو معنوں میں استعمال تھا جیسے لفظ "قرء" ہے بعض صحابہ نے ایک معنی میں لیا اور بعض نے دوسرے معنی میں استعمال کیا

(ب) دو مختلف حکم اس قسم کے ہونا کہ ایک حکم کے بعض اجزاء کو بھی دوسرے حکم میں شامل کرنے کی گنجائش ہو اس طرح بھی دونوں حکموں کا بعض اجزاء میں تعارض ہوا ایک سے کوئی بات ثابت ہوئی اور دوسرے سے اس کے خلاف کا ثبوت ہوا۔ مثلاً جس عورت کا شوہر مر گیا ہو اس کی عدت کے متعلق جو آیت ہے اس کی رو سے چار ماہ دس دن عدت ہے آیت مطلق ہے جس کی بناء پر یہ گمان ہوتا ہے کہ حاملہ عورت کا بھی یہی حکم ہے لیکن طلاق والی حاملہ عورت کے بارے میں جو آیت ہے اس میں اس کی عدت وضع حمل بیان ہوئی ہے۔ اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنار پر جس حاملہ عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے وہ دونوں آیت کے تحت آسکتی ہے ایک کے اعتبار سے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہونی چاہیئے اور دوسری کے اعتبار سے وضع حمل ہونی چاہیے بعض صحابہ کا فتوی پہلی آیت کے مطابق ہے اور بعض کا دوسری کے مطابق ہے۔

(ج) موقع و محل کی تعیین کے بارے میں اختلاف حضرت عمرؓ کے دیگر صحابہ سے بیشتر اختلافات اسی پر مبنی ہیں۔

(۲) حدیث کی لاعلمی کی وجہ سے فتووں میں اختلاف بعض حدیثیں ایسی تھیں جو عام طور پر لوگوں کو یاد تھیں یا رسول اللہؐ کا عمل لوگوں کے سامنے تھا اور بعض ایسی تھیں جو کم لوگوں کو یاد تھیں یا دو چار صحابیوں کے سامنے رسول اللہؐ کا عمل تھا اور بقیہ لوگ ان سے ناواقف تھے۔ عمومی حیثیت سے حدیثوں کے روایت کرنے کا رواج نہ تھا نیز کسی کتاب میں حدیث مدون بھی نہ تھیں کہ جن کی طرف رجوع کرنا آسان ہوتا۔

(۳) حدیث کے قبول کرنے میں اختلاف کسی کو پہونچے ہوئے ذریعہ پر اعتماد حاصل ہو جاتا اور کسی کو اعتماد نہ ہوتا تھا جس کی بناء پر فتووں میں اختلاف ہوتا تھا۔

(۴) رائے کی وجہ سے اختلاف۔ صحابہ نے رائے کے استعمال میں مصالح اصول دین اور فقہ کی روح کو سامنے رکھا تھا قاعدہ قانون ان کے زمانہ میں زیادہ نہ مقرر ہوتے تھے، استحسان اور استصلاح کی صورتوں کا ثبوت بھی ان کے یہاں ملتا ہے لیکن چوں کہ احکام کے موقع و محل کو انھوں نے اپنی نظروں سے دیکھا تھا، مزاج شناس نبوت بن کر نظام تشریعی کو سمجھا تھا اس بنار پر ان کی رائے اور بعد والوں کی رائے میں فرق کرنا لازمی ہے پھر تمام صحابہ ایک ہی حیثیت سے مصلحت پر نظر ڈالنے کے پابند نہ تھے بلکہ مصالح پر مختلف لوگ مختلف حیثیات سے نظر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈالتے تھے جس کی بنا پر فتووں میں اختلاف ناگزیر بن جاتا تھا۔

چوں کہ اس دور میں فقہ واقعاتی اور عملی تھا اس بنا پر اختلاف بھی محدود تھا باہمی مشورہ اور اطمینان حاصل ہونے کے بعد جو مسئلہ حل کیا جاتا اس میں اختلاف کا سوال ہی نہ تھا۔

اس دور کے مشہور ترین حضرات جو فقہ میں زیادہ ماہر اور رمز شناس تھے درج ذیل ہیں، حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت معاذ بن جبلؓ۔ حضرت ابی بن کعبؓ۔ حضرت زید بن ثابتؓ۔

مسلم جماعت تین فرقوں میں تقسیم ہوگئی

(۴) سیاسی حیثیت سے مسلم جماعت کا درج ذیل کے تین فرقوں میں منقسم ہونا بھی فقہ پر کافی اثر انداز ہوا ہے۔

(۱) جمہور مسلمان جنہوں نے حضرت امیر معاویہؓ اور اُن کی خلافت پر اتفاق کر لیا تھا۔

(۲) شیعہ۔ جو حضرت علیؓ اور اہل بیت کی محبت پر قائم تھے۔

(۳) خوارج۔ جو حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ تینوں کو ناپسند کرتے تھے۔

اختلاف جس حیثیت سے بھی ہو اس کا اثر ظاہر ہونا فطری ہے، مذکورہ اختلاف اگرچہ سیاسی تھا لیکن روایت اور رائے کی وقعت جتنی موافقین کی ہوتی تھی مخالفین کی اتنی نہ تھی جس کی بنا پر فتاویٰ میں اختلاف ہوتا تھا، جو لوگ پارٹی بندی کے افسانہ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تقریباً سبھی پارٹیاں سیاسی ہوتی ہیں مذہبی رنگ محض مقصد کے حصول کے لئے اختیار کرتی ہیں اور مذہب کو آلۂ کار بناتی ہیں۔ فرقہ بندی و پارٹی بازی کی یہ تاریخ نہایت درد انگیز ہے کہ ہر ایک کا پس منظر سیاسی ہے اور ہر دور میں سیاست کی قربان گاہ پر مذہب کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نذر پیش کی گئی ہے۔

تیسرا دور

تیسرا دور فقہ کا تاسیسی دور تھا | یہ دور حضرت معاویہؓ کی حکومت اسمہ سے شروع ہو کر دوسری صدی ہجری کی ابتدا تک رہتا ہے۔ فقہ کی ترتیب و تدوین کا پورا مسالہ اسی دور میں تیار ہوا تھا اس بناء پر اس کو ترتیب و تدوین کا تاسیسی دور کہنا زیادہ مناسب ہے۔

اس دور کی امتیازی چیزیں | اس دور کی درج ذیل خصوصیات ہیں جو فقہ پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں

(۱) مسلمانوں کی باہمی فرقہ بندیاں، فرقوں کے رجحانات و میلانات ایک حد تک باہمی مختلف ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے فرقہ کے آدمیوں کو ترجیح دیتے تھے

(۲) مرکز میں پہلی جیسی جاذبیت نہ باقی رہتے نیز "اسلامی کاز" کو آگے بڑھانے کی غرض سے علماء و فقہاء مختلف ملکوں اور شہروں میں پھیل گئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی، ان حضرات کی تعلیم و تربیت سے تابعین کی ایک جماعت تیار ہوئی تھی جو صحابہ کے بعد صحیح معنوں میں ان کی جانشین ثابت ہوئی، ان میں بعض تابعی ایسے بھی تھے جو بجا طور پر فتوی وغیرہ میں صحابہ کے ہم پلہ تھے۔

(۳) احادیث کی روایت کا سلسلہ قایم ہوا اور حدیث کا عام رواج ہوا، صحابہ کے زمانہ میں ایک حد تک اس پر پابندی تھی، لوگوں کے سامنے رسول اللہؐ کا عمل موجود تھا اس بناء پر زیادہ ضرورت بھی نہ تھی، اب نظام تشریعی کے نوک پلک درست رکھنے کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہ تھی کہ رسول اللہؐ کے قول و فعل اور رسول اللہؐ کی وہ زندگی جو صحابہ نے اپنے اندر سرایت کی تھی تعلیم و تربیت کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ عام کی جائے چنانچہ صحابہ نے حاصل کردہ تمام خبروں کو تابعین کی طرف منتقل کیا اور وہ امور و مسائل بھی ان کے گوش گذار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کئے جن سے رسول اللہؐ کے بعد صحابہ کو سابقہ پڑا تھا اور خلفاءِ راشدین کے زمانہ میں لوگ اس پر کاربند تھے۔

(۴) غیر عرب لوگوں کی تعلیم و تربیت سے آراستہ ایک بڑی جماعت تیار ہوئی اور اس نے تمام اسلامی شہروں میں تعلیم و تربیت کے مرکز قایم کیے یہ حضرات اپنی صلاحیت کے لحاظ سے عرب کے مقابلہ میں کم نہ تھے بلکہ بعض مورخین کا خیال ہے کہ فقہ اور روایت میں عجم کا حصہ عرب سے زیادہ ہے اگر زیادہ نہ بھی ہو تو برابر کی شرکت میں کوئی کلام نہیں ہے۔ اس طرح غیر عربی ممالک کے لوگوں کو نظام تشریعی سمجھنے اس کا تجزیہ کرنے اور نئے انداز سے سوچنے کے کافی مواقع فراہم ہوئے۔

(۵) رائے اور حدیث کو استعمال کرنے کی حد میں اختلاف رونما ہوا جس کی بناء پر دو مختلف گروہ بن گئے ایک گروہ انھیں احادیث کو سامنے رکھ کر فتویٰ دیتا تھا جو موجود تھیں اور اس کو مل سکتی تھیں اس بناء پر اس کا دائرہ نسبتہً تنگ اور محدود تھا دوسرا گروہ شریعت کو عقلی اور اصولی معیار سے دیکھتا تھا اور حدیث نہ ملنے کی صورت میں رائے استعمال کرتا تھا۔ اس بناء پر اس کا دائرہ نسبتہً وسیع تھا اہلِ حجاز کا رجحان اول کی طرف تھا اور مرکز مدینہ تھا اور اہلِ عراق کا دوسرے کی طرف تھا۔ اور مرکز کوفہ تھا ظاہر ہے کہ حجازیوں کو حدیث حاصل کرنے میں جتنی سہولتیں تھیں عراقیوں کو اتنی میسر نہ تھیں۔ البتہ صحابہ کے مختلف ممالک میں منتشر ہونے کے بعد حجازیوں کیلئے بھی پہلی جیسی سہولتیں نہ رہ گئی تھیں۔ اس وقت ملکوں اور شہروں میں ایسے روابط نہ تھے کہ جن کی بناء پر حدیثی مسائل کی باہمی شیرازہ بندی کی جا سکتی۔ بخلاف رائے سے کام لینے والے گروہ کے کہ وہ علل و اسباب کا سراغ لگا کر اصول کے تحت بڑی حد تک احکام و مسائل کی شیرازہ بندی کر سکتا تھا اس کے علاوہ پہلے کے مقابلہ میں اس گروہ کو تمدنی زندگی اور گوناگوں احوال و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ومسائل سے زیادہ سابقہ تھا، بیرونی اثرات یہاں کافی تھے، مختلف تمدن اور مختلف مکتب فکر کے لوگ موجود تھے اس بنا پر لازمی طور سے دونوں کی نگاہوں میں بڑا فرق ہوگا اور فتاوی وفیصلہ میں اختلاف ہوگا۔

قیاس استحسان استصلاح وغیرہ کا استعمال کثرت سے ہونے لگا

اس دور میں قیاس۔ استحسان۔ استصلاح وغیرہ کا استعمال کثرت سے ہونے لگا تھا، پر نئے نئے مسائل کا دباؤ ایسا پڑا کہ انھیں مذکورہ اصولوں کے بغیر چارہ ہی نہ تھا۔ اہلِ حدیث کے بعض حضرات نے اس کے خلاف سخت آواز اٹھائی حتیٰ کہ قیاس کے استعمال تک کو ناجائز بتایا لیکن عملی زندگی سے انھیں اگر ایسا ہی سابقہ پڑتا جیسا کہ ان حضرات کو پڑا تھا تو بڑی حد تک اختلاف کی نوعیت میں فرق ہو جاتا یہی وجہ تھی کہ اختلاف میں شدت زیادہ دنوں نہ باقی رہ سکی کچھ دنوں کے بعد ان کے شاگردوں کے درمیان باہمی استفادہ کا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔

اس دور کے مشہور ترین فقیہ ومفتی درج ذیل ہیں۔

مدینہ کے مشہور فقیہ ومفتی | مدینہ کے فقیہ ومفتی۔

(۱) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۳) حضرت ابوہریرہؓ (۴) حضرت سعید بن مسیب مخزومی (۵) حضرت عروہ بن زبیر بن عوام (۶) حضرت ابوبکر بن عبدالرحمان (۷) حضرت علی بن حسین (۸) حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (۹) حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر (۱۰) حضرت سلیمان بن یسار (۱۱) حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر (۱۲) حضرت نافع (۱۳) حضرت ابن شہاب زہری (۱۴) حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (۱۵) حضرت ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان (۱۶) حضرت یحییٰ بن سعید انصاری (۱۷) حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمان۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مکہ اور کوفہ کے مشہور فقیہ و مفتی	مکہ کے فقیہ و مفتی

(۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۲) حضرت مجاہد بن جبیر (۳) حضرت عکرمہ (۴) حضرت عطاء بن ابی رباح (۵) حضرت ابوالزبیر محمد بن مسلم۔

کوفہ کے فقیہ و مفتی

(۱) حضرت علقمہ بن قیس النخعی (۲) حضرت مسروق بن اجدع (۳) حضرت عبیدہ بن عمر سلمانی (۴) حضرت اسود بن یزید نخعی (۵) حضرت شریح بن حارث کندی (۶) حضرت ابراہیم بن یزید نخعی (۷) حضرت سعید بن جبیر مولیٰ والبہ (۸) حضرت عامر بن شراحیل۔

بصرہ و شام کے مشہور فقیہ و مفتی	بصرہ کے فقیہ و مفتی

(۱) حضرت انس بن مالک انصاریؓ خادم رسول اللہ صلعم (۲) حضرت ابوالعالیہ (۳) حضرت ابوالشعثار جابر بن زید (۴) حضرت محمد بن سیرین (۵) حضرت حسن بن ابی الحسن یسار (۶) حضرت قتادہ بن دعامہ۔

شام کے فقیہ و مفتی

(۱) حضرت عبدالرحمان بن غنم اشعریؓ (۲) حضرت ابوادریس خولانی (۳) حضرت قبیصہ بن ذویب (۴) حضرت مکحول بن ابومسلم (۵) حضرت رجاء بن حیوۃ الکندی (۶) حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان۔

مصر و یمن کے مشہور فقیہ و مفتی	مصر کے فقیہ و مفتی

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (۲) حضرت ابوالخیر مرشد بن عبداللہ (۳) حضرت یزید بن ابی حبیب۔

یمن کے فقیہ و مفتی

(۱) حضرت طاؤس بن کیسان جندی (۲) حضرت وہب بن منبہ (۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر۔

اس دور میں فقہ کے مختلف اسکول نہ قائم تھے

مذکورہ تمام حضرات فقہ اور روایت میں مشہور تھے اور مختلف شہر کے لوگوں کے مرکزِ توجہ تھے۔ فقہ کے مختلف اسکول اس دور میں نہ قائم ہوتے تھے جو شخص جس سے چاہتا فتویٰ حاصل کرتا تھا اور وہ اپنے صوابدید کے مطابق اس کا جواب دیتا تھا اگر ایک کے پاس تشفی نہ ہوتی یا مزید تحقیق درکار ہوتی تو دوسرے مفتی کے پاس جا کر وہی فتویٰ معلوم کر لیا جاتا تھا یہ کوئی عیب کی بات نہ سمجھی جاتی تھی۔

مفتی و فقیہ حضرات کے علاوہ مختلف شہروں میں سرکاری طور پر قاضی بھی مقرر تھے وہ قرآن و حدیث کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اگر ان دونوں میں حکم نہ ملتا یا مزید وضاحت کی ضرورت ہوتی تو مشہور فقہاء سے فتویٰ لے کر یا اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ کرتے تھے اور کبھی خلافت سے بذریعہ خط و کتابت دریافت کرتے تھے۔

خارجی اور شیعہ فرقہ نے زیادہ ترقی حاصل کی

اس دور میں خارجی اور شیعی فرقہ نے زیادہ ترقی حاصل کی خارجی بہت سے دینی امور میں اپنی رایوں پر سختی کے ساتھ قایم رہے مزید حدیث قبول کرنے میں انھیں لوگوں کو ان کی نظر میں زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی تھی جو ان کے دوست اور ہم خیال تھے۔

شیعیوں میں مختلف فرقہ پیدا ہوئے اور ان لوگوں نے غیر شیعی حضرات سے استفادہ کو زیادہ اہمیت نہ دی اسی طرح ہر فرقہ نے اپنے اپنے امام سے روایت و فقہ حاصل کرنے کو ترجیح دی۔

تدوین حدیث اور وضع حدیث کا سلسلہ شروع ہوا

ایک طرف حدیث کی باقاعدہ تدوین کے لئے حضرت عمر بن عبد العزیز نے جدو جہد شروع کی اور تمام ملک کے لوگوں کو لکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں تلاش کریں اور انھیں جمع کر دیں کیوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ مجھے علم اور علماء کے فنا ہو جانے کا خوف معلوم ہوتا ہے۔

وضع حدیث کے اسباب | اور دوسری طرف جھوٹی حدیثوں کے روایت کرنے کا رواج ہوا اس کے درج ذیل اسباب تھے

(۱) بددین قسم کے لوگ دین کی تحقیر کے لئے حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۲) جاہل صوفی اور عبادت گذار نیکی اور دینداری کا کام سمجھ کر مذہبی ترغیبات اور فضائل سے متعلق حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۳) کم ظرف اور بے استعداد محدثین شہرت حاصل کرنے کے لئے حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۴) بدعت کے مبلغین اور مذہب کے متبعین اپنے مسلک پر دلیل قائم کرنے کے لئے حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۵) بعض لوگ اہل دنیا کو خوش کرنے اور ان کے کاموں پر شرعی دلیل قائم کرنے کی غرض سے حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۶) بعض لوگ ضعیف اور کمزور متن کے لئے مشہور اور صحیح سند گڑھتے تھے اور بعض لوگ سند کو الٹ پلٹ کر اس میں کچھ ترمیم کر دیتے تھے جس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کی کہی ہوئی بات پر کسی قسم کا الزام نہ آنے پائے یا لوگ نئی دریافت سے متحیر اور ششدر ہو کر علمی بلندی تسلیم کرلیں۔

(۷) اسی مقصد کی غرض سے بعض لوگوں نے جن حدیثوں کو خود نہیں سنا تھا اور جن راویوں سے خود ملاقات نہ کی تھی ان کے بارے میں جھوٹے دعوے کرتے تھے کہ میں نے اپنے کان سے سنا ہے یا میں نے خود راوی سے ملاقات کی ہے۔

(۸) بعض لوگ صحابہ کے اقوال عرب کے مقولے حکماء کے حکمت آمیز قصوں کو رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اچھی خاصی تعداد حق پرست تھی (۹) مختلف فرقہ کے لوگ اپنے اپنے عقاید و اعمال کی تائید میں حدیثیں وضع کرنے لگے تھے۔ ظاہر ہے کہ کسی دور میں بھی نہ سب انسان یکساں انسان ہوتے ہیں نہ اس دور میں سب یکساں تھے رسول اللہؐ کے زمانہ سے قرب کی بناء پر اچھی خاصی تعداد حق پرستوں اور دین و ایمان پر قربان ہو جانے والوں کی موجود تھی کچھ ایسے بھی تھے جو مذکورہ قسم کی حرکتیں کر کے اس روشنی کو مدھم کرنا چاہتے تھے۔ وضع حدیث کا سلسلہ شروع ہو جانے کی وجہ سے محدثین کے لئے تدوینِ حدیث کا کام نہایت مشکل اور سخت بن گیا تھا اُن حضرات نے تدوینِ حدیث کے مرحلہ میں آمیزشوں سے حدیث کو کس طرح پاک کیا؟ اور کس قدر کامیابی حاصل کی؟ وہ تاریخ کا نہایت اہم باب ہے۔

چوتھا دور

چوتھے دور کی بنیاد تیسرے میں پڑ چکی تھی بنیاد تیسرے دور میں پڑ چکی تھی اور فقہ کی باقاعدہ تدوین اس دور میں ہوئی جلیل القدر امام اور پیشوا جن کے مقلدین اطرافِ عالم میں پھیلے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے امام کی طرف منسوب فقہ پر عمل پیرا ہیں اسی دور کے ہیں۔

اس دور کی امتیازی چیزیں اس دور میں درج ذیل خصوصیات فقہ پر کافی اثر انداز ہوئیں۔

(۱) تمدن کی وسعت۔ اس کی وجہ سے نئی نئی ضرورتیں پیدا ہوئیں اور غور و فکر کے لئے نئے نئے میدان سامنے آئے۔

(۲) عمومی حیثیت سے علمی حرکت۔ یونانی علوم و فنون کی ترویج ہوئی اور ایک دوسرے سے استفادہ کے مواقع فراہم ہوئے۔

(۳) حفظ قرآن کی طرف توجہ زیادہ ہوئی اور قراءت کے مختلف اسکول قائم ہوتے جن کا تعلق طرزِ ادا، سے ہے چند مشہور قراء یہ ہیں۔

(۱) مدینہ میں حضرت نافع مدنی (۲) مکہ میں عبداللہ بن کثیر (۳) بصرہ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابو عمرو بصری (۴) دمشق میں عبد اللہ بن عامر دمشقی (۵) کوفہ میں ابو بکر عاصم بن ابی النجود (۶) حمزہ بن حبیب زیات (کوفہ میں) (۷) ابو الحسن علی بن حمزہ کسائی (کوفہ میں)

یہی حضرات قرأ سبعہ کے نام سے مشہور ہیں ان کے علاوہ تین حضرات اور ہیں جو مشہور ہیں (۱) ابو جعفر یزید بن القعقاع (۲) یعقوب بن اسحاق حضرمی (۳) خلف بن ہشام بزار یہ سب مل کر قرأء عشرہ کے نام سے مشہور ہیں ان کے علاوہ چار اور مشہور ہیں (۱) محمد بن عبد الرحمان مکی (۲) یحییٰ بن مبارک تبریدی (۳) حسن بن ابی الحسن بصری (۴) اعمش سلیمان بن مہر۔

تدوین حدیث کا کام اس دور میں انجام پایا

(۵) تدوین حدیث کا کام اس دور میں انجام پایا اور تقریباً تمام اسلامی شہروں میں تدوین کی طرف توجہ دی گئی اس سلسلہ میں کام کرنے والے خصوصی حیثیت کے حامل درج ذیل اصحاب تھے۔ (۱) مدینہ میں امام مالک بن انس (۲) مکہ میں عبد الملک بن عبد العزیز (۳) کوفہ میں سفیان ثوری (۴) بصرہ میں حماد بن سلمہ اور سعید بن ابی عروبہ (۵) واسط میں ہشیم بن شبیر (۶) شام میں عبد الرحمٰن اوزاعی (۷) یمن میں معمر بن ارشد (۸) خراسان میں عبد اللہ بن مبارک (۹) رے میں جریر بن عبد الحمید۔

تدوین کے اس ابتدائی دور میں عموماً ایک قسم مثلاً نماز روزہ وغیرہ سے متعلق حدیثوں کو سلسلہ دار جوڑ دیا جاتا تھا نیز حدیث کے ساتھ صحابہ و تابعین کے اقوال مخلوط طریقہ پر جمع کرنے کا رواج تھا حدیث کی نسبت رسول اللہ کی طرف ہوتی اور صحابہ و تابعین کے اقوال کی نسبت ان کی طرف کی جاتی تھی۔

تدوین کے دوسرے مرحلہ میں لوگوں نے اقوال و احادیث الگ الگ نقل کئے ایسی کتابیں مسانید کے نام سے مشہور ہوئیں مثلاً مسند عبد اللہ بن موسیٰ کوفی مسند امام احمد بن حنبل مسند اسحاق بن راہویہ مسند عثمان ابن ابی شیبہ مسند مسدد بن مسرہد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بصری، مسند اسد بن موسی المصری، مسند نعیم بن حماد۔

ان تمام حضرات نے اس کا بھی اہتمام کیا تھا کہ ایک راوی کی ساری روایتیں اسی راوی کے تحت بیان کی جاتی تھیں مثلاً مسند ابوبکر صدیق جس میں ابوبکر سے مروی تمام روایتیں بیان کی گئی تھیں۔

تیسرے مرحلہ میں اس عظیم الشان ذخیرہ سے انتخاب میں نہایت چھان بین کی گئی اس طبقہ کے سرخیل محمد بن اسمعیل بخاری اور مسلم بن حجاج نیشاپوری ہیں، ان دو بزرگوں نے نہایت چھان بین کے بعد اپنی کتاب صحیح بخاری و صحیح مسلم تالیف فرمائی۔ ان کے علاوہ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور نسائی نے بھی انھیں دونوں بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اس اہم کام کو انجام دیا، صحاح ستہ کے نام سے انھیں کی کتابیں مشہور ہیں ان کے علاوہ اور حضرات بھی ہیں جنہوں نے حدیث کی کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن جتنی شہرت ان حضرات کو حاصل ہوئی دوسروں کو نہ ہو سکی اگرچہ بعض حیثیات سے دوسرے بھی زیادہ شہرت کے مستحق تھے۔

جرح و تعدیل کا فن اس دور میں مدون ہوا

ایک اور طبقہ نے حدیث کے راویوں کے حالات کی چھان بین کو اپنا مطمح نظر بنایا۔ اس نے راویوں کے حالات کی پوری تحقیق کی، اخلاقی حالت، حافظہ، ضبط کی طاقت وغیرہ پر تفصیلی معلومات فراہم کئے یہ حضرات رجالِ جرح و تعدیل کے نام سے مشہور ہیں۔

جرح و تعدیل کے اعتبار سے کچھ راوی ایسے ہیں جن کی تعدیل وغیرہ پر سب کا اتفاق ہے، ان کی روایت کا اونچا درجہ ہے کچھ ایسے ہیں جنہیں سقم کی وجہ سے ان کے چھوڑ دینے پر سب کا اتفاق ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کے بارے میں خود اصحابِ جرح و تعدیل کا اختلاف ہے، بہرحال اس دور میں علم حدیث ایک مستقل فن بن گیا اور اس کے بارے میں ہر حیثیت سے بحث و مباحثہ اور تحقیق کا سلسلہ قائم ہوا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بہت سے لوگ اسی خدمت کے لئے وقف ہو گئے۔

اصولِ فقہ کی تدوین ہوئی اور موادِ فقہ میں اختلاف ہوا

(۶) اصولِ فقہ کی تدوین اسی دور میں ہوئی لیکن فقہار کے مواد کے بارے میں اختلاف ہوا اس کی چند صورتیں تھیں۔

(۱) حدیث کی حجیت اور اس سے فقہ کے استنباط میں کسی فقیہ نے کلام نہیں کیا البتہ اس کے قبول کرنے کے طریقوں میں اختلاف ہوا ہے اور ہر فقیہ نے اپنے معیار کے مطابق اس کے ضابطے اور طریقے مقرر کئے ہیں۔ چند آدمیوں نے حدیث ہی کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن جمہور فقہار سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا بلکہ انھوں نے ان پر سخت نکیر کی تھی حتیٰ کہ امام شافعیؒ وغیرہ نے انکارِ حدیث کے طریقہ کو ضلالت و گمراہی کا طریقہ قرار دیا ہے۔

(۲) قیاس اور استحسان کے ماخذ قرار دینے میں اختلاف ہوا محدثین نے قیاس کے زیادہ استعمال پر پابندی لگانے کی کوشش کی اور امام شافعی نے استحسان کی تردید کی، ظاہریہ (امام داؤد ظاہری کی طرف منسوب) نے قیاس کا نہایت شدت کے ساتھ انکار کیا۔

اس میں شک نہیں کہ قیاس سے اس دور میں بہت زیادہ کام لیا گیا ہے احناف کا حصہ اس میں بہت زیادہ ہے حنابلہ اور مالکیہ کا ان کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور شوافع کا ان دونوں کے درمیان ہے۔

(۳) اِجماع کی شرطوں میں اختلاف ہوا جس کی بنا پر مسائل ثابت کرنے میں مختلف زاویۂ نگاہ پیدا ہوئے۔

(۴) حکم کے ثبوت کے درجہ اور طریقہ میں اختلاف ہوا کہ مثلاً کس طرح وجوبی حکم ثابت ہوتا ہے اور کس طرح غیر وجوبی حکم کا ثبوت ہوتا ہے فقہار نے اس کے قاعدے و ضابطے مرتب کئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہاء نے اصولِ فقہ پر بہت سی کتابیں لکھیں اور نہایت کامیاب طریقہ پر اس فن کو مدون کیا جس سے بعد کے لوگوں کو رہبری حاصل ہوئی اور اسی کو بنیاد بنا کر مسائل کا استنباط و استخراج کرتے رہے۔

(۵) قرآن و سنت کے اسلوبِ بیان اور قوتِ مطالبہ وغیرہ پر نظر کر کے فرض، واجب سنت مستحب مندوب وغیرہ کی اصطلاحیں مقرر کی گئیں غرض ہر حیثیت سے فقہ اور اصولِ فقہ کو اس دور کے لحاظ سے تکمیل کیا گیا[1]۔

مشہور فقہاء کی تفصیل | اس دور کے مشہور فقہاء حسب ذیل ہیں۔

(۱) امام ابو حنیفہ۔ ان کے زمانہ میں کوفہ میں تین اور بڑے فقیہ تھے (۱) سفیان بن سعید ثوری (۲) شریک بن عبداللہ نخعی (۳) محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ امام ابو حنیفہ اور ان میں علمی بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔

امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں درجِ ذیل کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

(۱) ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری (۲) محمد بن حسن بن فرقد شیبانی

(۳) زفر بن ہذیل بن قیس کوفی (۴) حسن بن زیاد لولوئی کوفی۔

(۲) امام مالک بن انس بن ابی عامر۔ محدثین اور فقہاء دونوں گروہ میں ان کے شاگرد ہیں کیوں کہ ان میں محدث اور فقیہ دونوں کے وصف موجود تھے اصول مصالح مرسلہ سے امام مالک نے فقہ کو کافی وسیع بنایا ہے۔

(۳) امام محمد بن ادریس شافعی جو امام شافعی کے ساتھ مشہور ہیں ان کے شاگرد عراق اور مصر دونوں جگہ کافی تعداد میں موجود تھے۔

(۴) امام احمد بن حنبل بن ہلال ان کے بھی محدثین اور فقہاء دونوں گروہ میں کافی شاگرد ہیں۔

---

[1] اردو میں اس موضوع پر کافی کتابیں آچکی ہیں تاریخ فقہ اسلامی وغیرہ (مؤلفہ علامہ محمد حضرمی) کا مطالعہ تفصیلی معلومات کے لئے ضروری ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شہرت کے عمومی اسباب | یہ چاروں امام وہ ہیں جن کے مسلک نے شہرت حاصل کی ان کی فقہ مدون کی گئی اور باقی رہی۔ شہرت کے عمومی اسباب حسبِ ذیل تھے۔

(۱) ان حضرات کی تمام رائیں جمع کرلی گئی تھیں پہلے دور کے لوگوں کو یہ بات نہ حاصل تھی اس بنا پر مستقل رائے کی حیثیت سے ان کے مقابلہ میں شہرت حاصل نہ ہوئی۔

(۲) ان کے شاگردوں کو سوسائٹی میں اونچا درجہ حاصل ہوا جب انھوں نے اپنے استادوں کی رائیں نقل کیں تو نہایت وقعت کی نظر سے دیکھی گئیں۔

(۳) شاگردوں نے ان کی رائے کی اشاعت وحمایت میں کافی زور لگایا۔

(۴) بعض مسالک وسعت اور ضرورتوں کے زیادہ پوری ہونے کی وجہ سے حکومت کے قانون بن گئے۔

فرقہ زیدیہ اور امامیہ کی شہرت ہوئی | اس دور میں شیعوں کے دو فرقوں اور ان کے مذہبوں نے شہرت حاصل کی (۱) شیعہ زیدیہ اور (۲) شیعہ امامیہ

(۱) زیدیہ فرقہ زید بن علی بن حسین کی طرف منسوب ہے اس کے اماموں میں اجتہاد کی شرط ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں بکثرت امام اصحاب الرائے پیدا ہوتے۔ ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔

(۱) الحسن بن علی بن الحسن زید۔

(۲) الحسن بن زید بن محمد۔

(۳) قاسم بن ابراہیم۔

(۴) ہادی یحییٰ بن الحسن بن القاسم۔

(۲) شیعہ امامیہ۔ اثناعشریہ کے سب سے بڑے امام اس دور میں ابو عبداللہ جعفر صادق تھے اور ان کے والد ابو جعفر محمد باقر۔ اس فرقہ کی بنیاد اس بات پر ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ امام معصوم ہوتے ہیں اور حضرت علیؓ رسول اللہؐ کے وصی ہیں۔

فقہ کے بعض مذاہب فنا ہو گئے

فقہ کے بعض مذاہب ایسے بھی ہیں جن کے ماننے والے موجود تھے اور ایک زمانہ تک ان کی پابندی کی جاتی رہی لیکن بعد میں دوسرے مذاہب ان پر غالب آ گئے اور یہ فنا ہو گئے ان میں کے چند مشہور فقیہ امام یہ ہیں۔

(۱) ابو عبدالرحمٰن بن محمد اوزاعی۔

(۲) ابو سلیمان داؤد ظاہری۔

(۳) ابو جعفر محمد بن جریر طبری۔

اس دور میں فقہ نظری اور تخیلی بن گیا

اس دور میں فقہ عملی اور واقعی نہ رہا بلکہ نظری اور تخیلی بن گیا یعنی واقعات و مسائل کے پیش آنے سے پہلے فرض کر کے ان کے متعلق احکام بیان کئے جانے لگے اس سلسلہ میں فقہاء عراق سب سے بازی لے گئے ان میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں کہ نسلیں گذرنے کے بعد بھی شاید ان کی ضرورت نہ پڑے۔ اس طریق کار سے ایک طرف فقہ نہایت وسیع اور ضخیم بن گیا اور دوسری طرف بعد کے لوگوں میں اعتماد اور سہل پسندی پیدا ہو گئی۔ باقی

جدید بین الاقوامی سیاسی معلومات

تالیف اسرار احمد صاحب آزاد

”بین الاقوامی سیاسی معلومات“ میں سیاسیات میں استعمال ہونے والی تمام اصطلاحوں، قوموں کے درمیان سیاسی معاہدوں، بین الاقوامی شخصیتوں اور تمام قوموں اور ملکوں کے سیاسی اور جغرافیائی حالات کو نہایت سہل اور دلچسپ انداز میں ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب اسکولوں، لائبریریوں اور اخبار کے دفتروں میں رہنے کے لائق ہے، جلد اول جدید ایڈیشن جس میں سیکڑوں صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اردو میں اپنے رنگ کی پہلی کتاب جلد اول [illegible] روپے۔ جلد دوم [illegible]۔ جلد سوم [illegible]

© rasailojaraid.com